سیرت صحابہ

محمد وسیم اختر مفتی

عثمان غنی رضی اللہ عنہ

گذشتہ سے پیوستہ

(۴)

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۳۲ھ میں عبداللہ بن عامر، قیس بن ہیثم کو خراسان کا والی مقرر کر کے واپس ہوئے تو قارن ۴۰ ہزار کی فوج جمع کر کے طبسین سے خراسان روانہ ہوا۔ قیس نے عبداللہ بن خازم سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا میں یہاں رہ کر انھیں جنگ میں الجھاتا ہوں، آپ ابن عامر کے پاس جا کر کمک لے آئیں۔ قیس نے ۴ ہزار کی نفری تیار کی۔ کوچ سے پہلے انھوں نے ہدایت جاری کی ہر شخص اپنے نیزے سے روئی یا کپڑے کا ٹکڑا باندھ لے اور اسے گھی یا زیتون کے تیل سے تر کر لے۔ رات ہوئی تو انھوں نے ان فلیتوں (فتیلوں) کو آگ سے روشن کرنے کا حکم دیا۔ نصف شب کے قریب اس لشکر نے قارن کی سوئی ہوئی فوج پر دھاوا بول دیا۔ نیند میں مست فوجی ہڑبڑا کر اٹھے تو انھیں اوپر نیچے، آگے پیچھے ہر طرف آگ حرکت کرتی نظر آئی جس سے وہ خوف زدہ ہو گئے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمان سپاہ نے قارن اور اس کے بہت سے فوجی قتل کر دیے اور بے شمار کو قید کر لیا گیا۔ گورنر ابن عامر نے اس فتح سے خوش ہو کر ابن خازم کو خراسان کا والی بنا دیا۔

۳۳ھ میں کوفہ کے ایک گروہ نے خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان، گورنر سعید بن عاص اور قبیلۂ قریش کو علانیہ برا بھلا کہنا شروع کیا۔ کمیل بن زیاد، اشتر نخعی (مالک بن یزید)، ثابت بن قیس، علقمہ بن قیس، جندب بن زہیر، جندب بن کعب، صعصعہ بن صوحان، عروہ بن جعد اور عمرو بن حمق اس میں شامل تھے۔ حضرت سعید نے ان کی خبر حضرت عثمان کو کی تو انھوں نے انھیں حضرت معاویہ کے پاس شام بھیجنے کا حکم دیا۔ حضرت معاویہ نے ان کو تقویٰ کی روش اپنانے کی تلقین کی اور تفرقہ ڈالنے سے منع کیا لیکن وہ ان پر پل پڑے اور ان کی ڈاڑھی اور بال نوچ لیے۔ فتنہ گروں نے حضرت عثمان سے درخواست کی، انھیں کوفہ واپس بھیج دیا جائے۔ واپس آ کر انھوں نے اپنی فتنہ انگیزی جاری رکھی تو امیر المومنین نے حمص بھجوا دیا۔ وہاں کے گورنر خالد بن ولید کے بیٹے عبدالرحمان کے ڈرانے دھمکانے پر انھوں نے اپنی حرکتوں سے باز آنے کا وعدہ کیا۔ انھی کے کہنے پر اشتر مدینہ گیا اور اپنے پورے گروہ کی جانب سے حضرت عثمان سے معافی مانگی۔ وہ واپس پہنچا تو عبدالرحمان نے انھیں ساحل سمندر پر لا بسایا اور ان کی روزی مقرر کر دی۔ اسی سال ایسے ہی ایک گروپ کو بصرہ سے شام اور مصر بھیجا گیا۔

حُکیم بن حبلہ بصرہ کا لٹیرا تھا جو بھیس بدل کر لوگوں کو لوٹتا۔ اس کی شکایت حضرت عثمان کو پہنچی تو انھوں نے اسے جیل میں ڈالنے کا حکم دیا۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص ابن سودا (عبداللہ بن سبا) کی سرگرمیاں بھی مشکوک تھیں، گورنر بصرہ عبداللہ بن عامر نے اسے کوفہ سے نکلوا دیا۔ ایسا ہی ایک کردار حمران بن ابان تھا، اس نے ایک عورت سے اس کی عدت گزرنے سے پہلے عقد کر لیا تو حضرت عثمان نے فسخ نکاح کے ساتھ اسے سزا دی اور بصرہ بھجوا دیا۔ یہاں وہ ابن عامر کی صحبت میں رہنے لگا لیکن جب لایعنی بحثوں میں الجھنے لگا تو انھوں نے اسے شام روانہ کیا۔ کوفہ سے نکالے ہوئے لوگ شام پہنچے تو حضرت معاویہ نے انھیں ایک حویلی میں ٹھہرایا اور کہا تم سب حماقت کا شکار ہوئے ہو۔ صعصعہ! تو سب سے بڑا احمق ہے۔ تم جو چاہو کرتے رہو لیکن اللہ کے احکام سے منہ نہ موڑو، امت سے چپکے رہو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ ان کے کہنے کا اتنا اثر ہوا کہ وہ نمازوں میں حاضر ہونے لگے۔

۳۴ھ میں عمال کے اتنے تبادلے ہوئے کہ کوفہ میں کوئی بڑا لیڈر نہ رہا، ان حالات میں فتنہ گروں کو ابھرنے کا موقع مل گیا۔ عامر بن عبداللہ تمیمی نے سیدنا عثمان سے ملاقات کی اور تمام گورنروں کو معزول کرنے کا مطالبہ کیا تو انھوں نے مشاورت کے لیے گورنروں کو طلب کیا۔ عبداللہ بن عامر نے مشورہ دیا لوگوں کو جہاد میں مشغول

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رکھیں اس طرح کی سرگرمیوں سے باز آ جائیں گے۔ سعید بن عاص نے کہا فتنہ گروں کے لیڈروں کو ختم کر دیا جائے تو یہ خود ہی ختم ہو جائیں گے۔ حضرت معاویہ نے کہا گورنروں اور کمانڈروں پر ذمہ داری ڈالیں کہ ان سے نمٹیں۔ ابن ابی سرح کا مشورہ تھا انھیں مال و دولت سے نوازا جائے تو یہ راضی ہو جائیں گے۔ عمرو بن عاص بھی موجود تھے انھوں نے سخت لہجے میں کہا جو بات عوام کو پسند نہ ہو، اس میں اعتدال سے کام لینا چاہیے اور جب فیصلہ ہو جائے تو اس پر پختگی سے کاربند رہنا چاہیے۔ حضرت عثمان نے ان تمام مشوروں کو تسلیم کر کے ان پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے عطیات تقسیم کیے اور سرحدوں پر فوج جمع کرنے کا حکم دیا۔ کوفہ میں یزید بن قیس گورنر سعید بن عاص کو ہٹانے کی مہم شروع کر چکا تھا اس لیے وہاں کے باشندگان نے ان کی قیادت میں لڑنے سے انکار کر دیا۔ مقامی کمانڈر قعقاع نے گرفت کی تو یزید نے کہا ہم حضرت سعید سے استعفا چاہتے ہیں۔ اس نے منادی کرائی جو حضرت سعید کو ہٹا کر ابوموسیٰ اشعری کو گورنر بنوانا چاہتا ہے مجھ سے مل جائے پھر مختلف شہروں سے نکالے ہوئے اپنے ساتھیوں کو خط لکھے کہ وہ مصر میں جمع ہو جائیں۔ عمرو بن حریث نے فتنہ پردازوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن قعقاع کا خیال تھا تلوار ہی ان کا علاج ہے۔ اسی اثنا میں یزید اور اشتر جرعہ (قادسیہ کے قریب ایک جگہ) پہنچ گئے، یہاں ان کی ملاقات حضرت سعید سے ہوئی تو انھوں نے خوب ہنگامہ کیا۔ حضرت سعید نے جنگ سے اجتناب کیا اور کہا یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے اتنا کافی تھا کہ تم اپنا کوئی نمائندہ امیر المومنین کے پاس بھیج دیتے۔ وہ خود مدینہ پہنچے اور حضرت عثمان کو بتایا کہ اہل کوفہ ابوموسیٰ اشعری کو بطور گورنر واپس لانا چاہتے ہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا: ہم ان کی مانگ پوری کیے دیتے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کسی کے پاس کوئی عذر یا حجت نہ رہے۔ انھوں نے اسی مضمون کا خط یزید بن قیس اور اس کے ساتھیوں کو بھی بھیجا۔ ابوموسیٰ تقرری کے بعد کوفہ پہنچے اور لوگوں سے خطاب کیا، آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا اطاعت اور جماعت سے چپکے رہنا۔ انھوں نے نماز پڑھانے سے پہلے ان سے امیر المومنین عثمان بن عفان کے لیے سمع و طاعت کا وعدہ لیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عثمان کے خلاف مہم چلانے میں عبداللہ بن سبا (ابن سودا) نے بھی اہم رول ادا کیا۔ صنعا کا رہنے والا یہ یہودی عہد عثمانی ہی میں ظاہراً مسلمان ہوا۔ پہلے اس نے حجاز، بصرہ، کوفہ اور شام کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ یہاں کامیابی نہ ملی تو مصر جا پہنچا جہاں اسے اپنی ضلالت پھیلانے کا موقع مل گیا۔ وہ لوگوں سے

پوچھتا کیا یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں لوٹ کر آئیں گے؟ ہاں میں جواب ملنے پر کہتا، تو کیا وجہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جوان سے افضل ہیں نہ لوٹیں؟ پھر کہتا ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضرت علی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ اس طرح محمد ﷺ خاتم الانبیا اور حضرت علی خاتم الاوصیا ہوئے لیکن عثمان ؓ نے وصی رسول ﷺ کا حق چھین لیا ہے۔ تنقید ہوئی تو اس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پرچار کرنا شروع کر دیا، اس کے ساتھ ساتھ حضرت عثمان کے گورنروں پر طعنہ زنی کرتا۔ کئی مصری اس کے فتنے کا شکار ہو گئے تو اس نے کوفہ و بصرہ میں اپنے ہم خیالوں سے خط و کتابت کر کے خلیفۂ ثالث کے خلاف بغاوت میں ساتھ دینے کا وعدہ لیا۔ اس کے ساتھیوں نے ہر شہر میں اپنے فسادی ساتھیوں سے مکاتبت کی، اس طرح سبائی خیالات کی حامل چٹھیاں (پمفلٹ) ہر طرف پہنچ گئیں۔ حضرت عثمان کو ان سرگرمیوں کا پتا چلا تو انھوں نے صحابہ کے مشورے سے محمد بن مسلمہ کو کوفہ، اسامہ بن زید کو بصرہ، عمار بن یاسر کو مصر اور عبداللہ بن عمر کو شام بھیجا تاکہ وہ ان صوبوں کی صورت حال کا جائزہ لے کر ان کو رپورٹ دیں۔ ان سب کو عوام کی طرف سے کوئی شکایت نہ ملی تاہم اہل مدینہ نے بتایا کچھ لوگوں کو مارا پیٹا گیا اور کچھ کو گالی گلوچ کی گئی ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے سیدنا عثمان نے ہر شہر میں خط بھجوا دیے جس کسی کا مجھ پر یا میرے عمال پر کوئی حق نکلتا ہے ایام حج میں دعویٰ کر سکتا ہے۔ انھوں نے گورنروں سے مشورہ بھی کیا۔ گورنر بصرہ سعید بن عاص نے حسب سابق افواہیں پھیلانے والے سازشیوں کو قتل کرنے کا سجھاؤ دیا۔ گورنر شام حضرت معاویہ نے نرمی کے ساتھ ساتھ سختی سے کام لینے کی ضرورت پر زور دیا۔ بوقت رخصت انھوں نے کہا امیر المومنین آپ شام منتقل ہو جائیں تو حالات قابو میں آ جائیں گے۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس کسی قیمت پر نہ چھوڑوں گا چاہے میری گردن کٹ جائے۔ حضرت معاویہ نے شام سے ایک حفاظتی دستہ بھیجنے کی پیش کش کی تو جواب ملا کیا میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ہمسایوں اور دار ہجرت و نصرت میں رہنے والوں کو تنگی میں مبتلا کر دوں؟ آخر کار انھوں نے کہا امیر المومنین آپ کو قتل کر دیا جائے گا یا آپ سے جنگ کی جائے گی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: مجھے اللہ ہی کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ اس موقع پر کچھ صحابہ نے عبداللہ بن خالد اور مروان کو عطیات دینے پر اعتراض کیا تو حضرت عثمان نے ان سے مذکورہ رقوم واپس وصول کیں۔

۳۴ھ میں حضرت عثمان کے نکتہ چینوں کی تعداد بڑھ گئی۔ صحابہ میں سے حضرات زید بن ثابت، ابو اسید

www.javedahmadghamidi.org
www.almawrid.org

ساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت ان کا دفاع کرتے۔ایک بار معترضین حضرت علی کے پاس آئے اور امیر المومنین سے بات کرنے کو کہا۔حضرت علی،حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہا جیسے اللہ کے ہاں امام عادل سے بڑھ کر کوئی صاحب فضیلت نہیں،اسی طرح غیر منصف حکمران سے زیادہ برا کوئی نہیں ہو سکتا۔حضرت عثمان نے جواب دیا،علیؓ اگر تم میری جگہ ہوتے تو میں تمھیں صلۂ رحمی کرنے پر کبھی ہدف ملامت نہ بناتا۔کیا حضرت عمر نے مغیرہ بن شعبہ کو اپنا رشتہ دار ہوتے ہوئے والی مقرر نہیں کیا تھا؟ حضرت علی نے کہا حضرت عمر جس کو ذمہ داری دیتے اس کے کان بھی کھینچتے جب کہ آپ اپنے رشتہ داروں سے نرمی برتتے ہیں۔حضرت عثمان نے کہا یہ تمھارے رشتہ دار بھی ہیں۔حضرت علی نے جواب دیا ہاں! میرا ان سے قریبی رشتہ ہے لیکن دوسرے لوگ ان سے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔اس پر سیدنا عثمان نے کہا تم جانتے ہو،حضرت عمر نے ساری خلافت حضرت معاویہ کو سونپ رکھی تھی۔حضرت علی نے جواب دیا،آپ کے علم میں یہ بھی ہو گا،معاویہ،عمر سے ان کے غلام یرفا سے بڑھ کر ڈرتے تھے۔حضرت عثمان نے اس بات کی تائید کی تو حضرت علی نے کہا حضرت معاویہ آپ سے پوچھے بغیر فیصلہ کرتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں،یہ امیر المومنین کا حکم ہے پھر آپ اس فیصلے کو تبدیل بھی نہیں کرتے۔حضرت علی کے جانے کے بعد حضرت عثمان منبر پر چڑھے اور بڑے جوش سے کڑک کر لوگوں سے خطاب کیا،ہر شے کی ایک آفت اور ہر کام کے لیے کوئی مصیبت ہوتی ہے۔اس امت کی آفت عیب جو اور طعنہ زن ہیں،دکھاتے ہیں جو تمھیں بھلا لگتا ہے اور جو تم کو پسند نہ ہو چھپا لیتے ہیں۔بخدا تم نے میرے وہ وہ نقص نکالے جو ابن خطاب کے لیے برداشت کرتے رہے۔وہ تمھیں ٹھوکر مارتے،پیٹتے اور برا بھلا کہتے اور تم ان کی بری بھلی بات تسلیم کرتے رہے۔میں نے تمھارے لیے کندھے جھکا لیے،ہاتھ اور زبان کو روکے رکھا،اس لیے مجھ پر زبان درازی کرتے ہو۔اس موقع پر مروان بن حکم نے کہا آپ چاہیں تو ہم اپنے اور ان کے بیچ تلوار کو فیصلے کا اختیار دے دیں۔حضرت عثمان نے فرمایا: خاموش! تمھارے بولنے کا کیا مطلب؟ مجھے اپنے ساتھیوں سے بات کرنے دو۔

بصرہ و کوفہ میں سبائی فتنہ گروں کی دال نہ گلی تو انھوں نے مدینہ پر یلغار کرنے کا فیصلہ کیا۔صحابہ کی اولاد میں سے بھی کچھ لوگ ان کے ساتھ تھے۔یہ مصر میں پروان چڑھے تھے اور ابن ابی سرح کی جنگی پالیسیوں سے اختلاف رکھتے تھے۔محمد بن ابوبکر اور محمد بن ابو حذیفہ ان میں نمایاں تھے۔رجب ۳۵ھ کو قریباً ۶۰۰ افراد عمرو بن بدیل،عبدالرحمان

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بن عُدیس، کنانہ بن بشر اور سودان بن حمران کی سربراہی میں مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔ بظاہر عمرہ، لیکن دراصل امیر المومنین کے خلاف مہم چلانا ان کا مقصد تھا۔ محمد بن ابوبکر نے اس قافلے میں شمولیت کی جب کہ محمد بن ابوحذیفہ نے مصر میں رہ کر رائے عامہ کو متاثر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ابن ابی سرح نے حضرت عثمان کو ان کی روانگی کی اطلاع دے دی۔ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو انھوں نے حضرت علی کی ذمہ داری لگائی کہ انھیں مدینہ میں داخل ہونے سے روکیں۔ وہ معززین کی ایک جماعت لے کر نکلے، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عثمان کے اصرار اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے کہنے کے باوجود شامل نہ ہوئے۔ حضرت علی نے باغیوں کے تمام اعتراضات کا جواب دیا۔ انھوں نے کہا، حضرت عثمان نے اپنے ڈھور ڈنگروں کے لیے نہیں بلکہ بیت المال کے اونٹوں کے لیے چراگاہ بنائی۔ انھوں نے مصحف کے وہ نسخے جلائے جو مختلف فیہ تھے اور متفق علیہ باقی رہنے دیے۔ انھوں نے مکہ میں کامل نماز اس لیے ادا کی کیونکہ وہاں ان کا سسرال تھا اور وہ قیام کی نیت رکھتے تھے۔ انھوں نے نوعمر گورنر اس لیے مقرر کیے کیونکہ وہ ذی صلاحیت اور عادل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ۲۰ سالہ عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر اور نوجوان اسامہ بن زید کو سپہ سالار مقرر فرمایا تھا۔ سیدنا عثمان نے اگر اپنی قوم بنو امیہ کو ترجیح دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی قوم قریش کو باقیوں پر ترجیح دیتے تھے۔ حضرت علی نے ان کو خوب ڈانٹا اور برا بھلا کہا تو وہ شرمندہ ہوئے اور یہ کہتے ہوئے پلٹ گئے کیا ان کی وجہ سے تم امیر سے جنگ کر رہے ہو؟ ان کے جانے کے بعد سیدنا عثمان نے لوگوں سے خطاب کیا اور ان اصحاب سے معذرت جنھیں ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی تھی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اہل مصر کی سازشیں ختم نہ ہوئی تھیں۔ انھوں نے کوفہ و بصرہ میں اپنے ساتھیوں سے پھر سے مراسلت کی، کچھ جعلی خط حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی جانب سے تحریر کیے گئے جن میں قتال پر اکسایا گیا تھا۔ ۲۵ شوال ۳۵ھ کو مصر سے ۶۰۰ سے زیادہ اشخاص غافقی بن حرب کی قیادت میں بظاہر حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اصل میں یہ ۴ فوجی دستوں میں منظّم تھے، عبدالرحمان بن عُدیس، کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور قتیرہ بن فلان کے پاس دستوں کی سربراہی تھی۔ ابن سودا (عبداللہ بن سبا) بھی ان کے ساتھ تھا۔ اسی طرح کوفہ سے بھی ۶۰۰ افراد پر مشتمل ۴ دستے عمرو بن اصم کی سرکردگی میں نکلے۔ دستوں پر زید بن صُوحان، اشتر نخعی، زیاد بن نصر اور عبداللہ بن اصم مقرر تھے۔ بصرہ سے خروج کرنے والی ۴ ٹولیوں کا لیڈر حُرقوص بن زہیر تھا۔ ان کی مجموعی تعداد پہلے دونوں گروہوں جتنی تھی۔ حُکیم بن

حبلہ، ذریح بن عباد، بشر بن شریح اور ابن محرش ٹولی کمانڈر تھے۔ اہل مصر حضرت علی کو بصرہ والے حضرت طلحہ کو اور کوفی حضرت زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ ایک مقصد ہونے کے باوجود وہ الگ الگ سفر کر رہے تھے ہر ایک کو اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ مدینہ کے قریب آئے تو بصری ذوخشب میں ٹھہرے کوفی اعوص میں اترے جب کہ اہل مصر نے ذوالمروہ میں قیام کیا۔ پہلے دو آدمیوں نے مدینہ جا کر حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور امہات المومنین سے ملاقات کی۔ پھر ہر گروپ کا وفد مذکورہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، تینوں نے ان کی مدد کرنے سے انکار کیا اور انھیں لعنت ملامت کی۔ باغیوں نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ وہ اپنے شہروں کو واپس جا رہے ہیں اپنی قیام گاہیں چھوڑ دیں لیکن پھر پلٹ کر شہر پر حملہ آور ہو گئے۔ انھوں نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور اعلان کیا جو مزاحمت نہ کرے گا امن پائے گا۔ ایام حج ہونے کی وجہ سے مدینہ پہلے ہی خالی تھا، باقی لوگ بھی گھروں میں بیٹھ گئے۔ صحابہ باغیوں کو سمجھاتے رہے لیکن انھوں نے ایک نہ مانی۔ اسی دوران میں حضرت عثمان دوسرے شہروں میں مدد کے لیے خطوط لکھ چکے تھے چنانچہ حضرت معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری اور ابن ابی سرح نے معاویہ بن حدیج کو بھیجا، کوفہ سے قعقاع بن عمرو آئے۔ باغیوں کے خروج کے بعد پہلا جمعہ آیا تو حضرت عثمان نے خطبہ دیا، او دشمنو! اللہ سے ڈرو۔ اہل مدینہ جانتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تم پر لعنت کی گئی ہے۔ محمد بن مسلمہ تائید کے لیے اٹھے تو حُکیم بن حبلہ نے انھیں بٹھا دیا۔ زید بن ثابت اٹھ ہوئے تو محمد بن ابوقتیرہ ان کی طرف لپکا۔ اب تمام باغی اٹھ کھڑے ہوئے اور نمازیوں پر سنگ باری شروع کر دی۔ حضرت عثمان کو بھی پتھر لگا اور وہ بے ہوش کر منبر سے گر پڑے۔ مدینہ پر یورش کے ایک ماہ بعد تک وہ نماز کی امامت کرتے رہے پھر انھیں روک دیا گیا اور غافقی بن حرب نے مصلّا سنبھال لیا۔

(باقی)

مطالعۂ مزید: تاریخ الامم والملوک (طبری)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org